باب دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

(الاحزاب:٥٦)

اَفۡضَلُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی مَنۡ ھُوَ بَاعِث الۡحَیَاۃ

مولانا مفتی محمد حسین شوقؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَفۡضَل الصَّلوٰۃِ عَلیٰ مَنۡ ھُوَ بَاعِث الۡحَیَاۃ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡھَادِیۡ والصَّلوٰۃُ عَلَی النَّبِیِّ الۡمَھۡدِیۡ

محترم المقام شاہ صاحب نے جو کتابیں حوالوں پر نشان لگا کر بھیجی ہیں، مجھے ان سے دو باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب صلوٰۃ مطلوبہء خداوندی سے دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیمَ

لہٰذا بصیغہء **اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ** صلوٰۃ پڑھنی ناجائز یا خلافِ سنت ہے۔(۲)

روضہء اطہر پر حاضر ہو کر جو صلوٰۃ پڑھی جائے، وہ تو آپ خود سنتے ہیں لیکن دور سے جو صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے، وہ آپ نہیں سنتے، وہ پہنچائی جاتی ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ کس طرح سے۔

جواباً عرض ہے کہ پایہء ثبوت شرعی تین ہیں۔ قرآن، حدیث، عملِ امت یا اجماع

......اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب:۵۶)

یعنی ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ صلوٰۃ وسلام پڑھیں۔ کس وقت، کتنی مقدار میں، کون سے الفاظ سے۔ یہ پڑھنے والوں کے ذوق پر چھوڑا گیا ہے۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمایا ہے:

کَمَا سَیَاتِی (جناب عطاء اللہ شاہ بخاری سوکڑی۔ص:۱)

نماز کے لیے، وضو کے لیے، حج کے لیے، روزمرہ کے لیے وقت مقرر کیا گیا ہے لیکن اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا۔ ہاں ہم عقلاً ان حالات کا استثنیٰ کریں گے جہاں بے ادبی کا ارتکاب ہوسکتا ہے۔ مثلاً برہنہ حالت میں غسلخانہ میں، پیشاب کرتے وقت، کوڑے اور گندگی کے ڈھیر پر صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ **اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ** کا حکم مطلق ہے لیکن بغیر وضو نماز پڑھنا، مکروہ وقت میں نماز پڑھنا، جنبی اور حائضہ کو مستثنیٰ کیا گیا ہے (۳)

نماز افضل العبادت ہے۔ اس میں جس صلوٰۃ کو مقدم کیا گیا ہے، وہ ہے **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبْرَاھِیمَ** اور صلوٰۃ ابراہیمی کو جس کو آپ فقط ضروری سمجھ رہے ہیں، اسے **عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** کے بعد پڑھنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ صلوٰۃ بعینہٖ یا نداء اور کاف خطاب اگر کفر و ناجائز ہے تو اسے نماز جو افضل العبادات ہے، کس طرح جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟...... جو کفر ہے، وہ ہر جگہ کفر ہے۔ خواہ نماز میں ہو، خواہ روضہء اطہر میں ہو...... ثانیاً حکمِ خداوندی صلوٰۃ ابراہیمی سے پورا نہیں ہوتا۔ اس میں صرف صلوٰۃ کا ذکر ہے اور سلام کا کوئی نہیں۔ آیت میں **صَلُّوْا** سے الصلوٰۃ اور **سَلِّمُوْا** سے السلام اور **عَلَیْہِ** سے علیک۔ گویا اسی طرح آیت پر پورا عمل ہوتا ہے...... ثالثاً مسند امام احمد اور جلاء الافہام میں ہے: **قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم و اخرج ایضاً احمد و ابن خزیمہ و دارقطنی و بیہقی ان ھذہ الالفاظ مرتبۃ محققۃ بالصلوٰۃ۔**[۱] ...... چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ سے جو روایت نقل کی گئی ہے،

۱۔ (مسند امام احمد۔ ج4 ص119 / وجلاء الافہام۔ص15 ابن حنان)

اس میں بھی تخصیص ہے۔

اِذَاکُنَّ فِیْ صَلٰوتِنَا گویا جن احادیث میں درودِ ابراہیمی کا ذکر ہے، وہ سوال بھی نماز میں درود شریف پڑھنے کے متعلق کیا گیا ہے۔ نہ کہ مطلق **کَمَا سَیّاتِی** (۳) میں۔ نہایت ادب سے التماس کروں گا کہ **اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** کی صورت میں صلٰوۃ پانچ نمازوں کے بعد روضہء رسول پر آج کوئی بھی منع نہیں کرتے بلکہ معلمین ہر حاجی کو مواجہہ شریف کے سامنے لے جا کر دست بستہ بلند آواز سے **اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** کہلواتے ہیں۔ ذرا سینہ پر ہاتھ رکھ کر، کلیجہ تھام کر جواب دیجئے کہ یہ کس حدیث اور کس آیت سے آپ نے اور انہوں نے ثابت کیا ہے؟ بارِ ثبوت آپ پر ہے۔ وہاں وہ درود شریف جو آپ مشکٰوۃ شریف اور موطا شریف سے ثابت کرتے ہیں، کیوں نہیں پڑھواتے؟ وہاں **اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیتَ عَلٰی اِبْرَاھِیمَ** والا درود کیوں نہیں پڑھواتے؟ ذرا یہ بھی واضح فرمائیں کہ یہ طریقہ کب سے شروع ہوا ہے؟ کیا قرونِ اولیٰ میں ایسا ہوتا تھا؟ اگر نہیں ہوتا تھا تو بدعت کے دشمنوں نے اسے کیوں رواج دے رکھا ہے؟(۴)

علامہ شامی فرماتے ہیں۔

الأصل في الأشياء الإباحة۔ [۱]

یعنی جس کام کو شریعتِ مطہرہ میں منع نہیں فرمایا گیا، وہ مباح اور جائز ہے اور جو مباح کام نیتِ خیر سے کیا جائے، وہ مستحب ہو جاتا ہے۔

اوی شامی میں لکھتے ہیں:

اَلفَرقُ بَیْنَ الْعَادتِ وَالْعِبَادَۃِ ھُوَالنِیَّۃُ اَلْمتَضَمّنَۃُ الْاِخْلَاصُ کَمَا فِی

۱۔(فتاوی شامی۔ج 1 ص 75۔ باب سنن الوضوء)

اَلْکَافِی۔

یعنی عادت اورعبادت میں وہی اخلاص کی نیت ہی باعثِ فرق ہے یعنی جو کام نیتِ خیر واخلاص سے کیا جائے، وہ عادت ہوگا (دوسرا عبادت)۔[1]

درالمختار مستحبات الوضو میں تحریر ہے...... **مستحبه مافعله النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **مرة و ترکه اخری و مااحبه السلف**[2]...... جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی میں کبھی کیا ہے اور کبھی ترک کیا ہے، وہ مستحب ہے اور جسے سلف صالحین نے پسند کیا ہے، وہ بھی مستحب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **ماراه المسلمون حسناً فهو حسن لکن قال العلامة الشامی**[3]...... لہٰذا اذان سے پہلے اور بعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا بقول فقہا مستحب امر ثابت ہوا (۵)۔ اذان کہنا عبادت ہے اور ہر عبادت سے پہلے اور بعد میں درود شریف پڑھنا لازم ہے۔ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ شریف میں ہے...... کوئی دعا جس سے پہلے اور بعد میں درود پاک نہ پڑھا جائے، وہ عبادت قبول نہیں ہوتی...... فرمایا: **ما من دعاء اِلاَّ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ السَّماءِ حِجاب یصلی علی النبی (٦)** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،[4]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس صلوٰۃ وسلام کا پڑھنا نماز میں مقدم اور ضروری فرمایا ہے، وہ یہی صلوٰۃ ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ ان الفاظ کو بطور انشاء پڑھے نہ بطور حکایت معراج یعنی اس وقت خیال کرے کہ میں اپنی طرف سے حضور کی ذات پر صلوٰۃ وسلام کہہ رہا ہوں اور انہیں اپنے سامنے تصور کرے کیونکہ

---

[1]۔(فتاوی شامی۔ج1ص76)

[2]۔(درمختار۔ج1ص9۔مستحبات الوضو)

[3]۔(فتاوی شامی۔ص272،باب الاذان)

[4]۔(مشکوۃ شریف۔ص79)

نورِ نبوت در ذاتِ مصلیاں ساری است، ورنہ اس کا ''التحیات'' صحیح نہ ہوگا اور درود پاک کے نفع سے محروم ہوجائے گا۔(۷)

بہت سے کام مستحب یا مباح ہوتے ہیں لیکن اگر ان کا انکار شروع ہوجائے تو پھر وہ واجب ہوجاتے ہیں۔ مدحِ صحابہؓ ایجی ٹیشن لکھنو کے دوران علماء دیوبند سے پوچھا گیا کہ سڑکوں پر صحابہؓ کی مدح کرتے جلوس نکالنا اور پھر قید ہونا کہاں ضروری ہے؟......

تو متفقہ طور پر علماء دیوبند نے یہی جواب دیا کہ اب واجب ہے جیسا کہ عید پر گائے کی قربانی فرض و واجب نہیں بھیڑ بکری کی قربانی بھی ہوسکتی ہے لیکن اگر اس کی ممانعت شروع ہوجائے تو پھر گائے کی قربانی لازم ہوجائے گی۔ اس طرح اذان سے پہلے اور بعد میں اگر صلوٰۃ وسلام ممنوع نہیں، نہ قرآن سے نہ حدیث سے صرف مستحب ہے اور مباح بھی ہے، تو اب جب اسے حرام وکفر کہا جارہا ہے، تو اس کا کرنا لازم ہوگا تا کہ شعارِ ایمان واسلام قائم رہے۔ آج بہت سی جگہوں پر جہاں منافق اپنے آپ کو اہلِ سنت کہہ کر مساجد کے امام بنے ہوئے تھے، اس مقیاسِ سنت نے ان گیدڑوں پر سے مکر کی کھال اتار لی ہے جو انہوں نے سیدھے سادے مسلمان دیہاتی سنیوں کو گمراہ کرنے کے لیے اوڑھ رکھی تھی۔ اب وہ احادیث سنیے جن میں ان الفاظ کی صراحت موجود ہے۔

1۔ حدثنا یعقوب بن حمید بن کاسب حدثنا عبید اللہ بن عبد اللہ الاموی عن صالح بن محمد بن زائدہ قال سمعت القاسم بن محمد یقول کان یستحب لرجل اذا فرغ من تلبیتہ ان یصلی علی النبی ﷺ۔

ترجمہ: قاسم بن محمد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ انسان جب تلبیہ سے فارغ ہو تو اس کے لیے درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔[1]

۱۔(جلاء الافہام۔ص89)

۲۔ **عن علی بن حسین عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اذا مررتم بالمساجد فصلوا علی النبی** ﷺ۔

ترجمہ: حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جب تم مسجدوں سے گزروتو درود پڑھو۔[1]

۳۔ **عن ابن اسحاق قال سمعت سعید ابن حجران قال قلت لعلقمة مااقول اذا دخلت المسجد قال تقول صلی اللّٰہ وملائکتہ علی محمد السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللّٰہ وبرکاتہ**

ترجمہ: سعید بن حجران کہتے ہیں جب میں مسجد میں داخل ہوں تو مجھے کیا کہنا چاہیے۔انہوں نے جواب دیا کہ یہ کہو **السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللّٰہ وبرکاتہ**۔[2]

۴۔حضرت عمرؓ ابن خطاب سے روایت ہے کہ طواف کے بعد صفا پر کھڑے ہوکر کعبۃ اللہ پر نظر رکھو۔سات مرتبہ تکبیر پڑھواور ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور آنحضرت ﷺ پر درود پڑھو پھر اپنے لیے دعا مانگو پھر مروہ پر بھی اسی طرح کرو۔

۵۔عبداللہ ابن عمرؓ ابن العاص سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا، آپؐ نے فرمایا کہ جب موذن اذان کہے تم اسی طرح ان کلمات کو دہراؤ، پھر سب مل کر مجھ پر درود پڑھو **صَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلاَۃً صَلَّی االلّٰہ عَلَیْہِ بِہٖ عَشْرًا** یہ سب احادیث علامہ ابن قیم رئیس الوہابین نے ذکر فرمائی ہیں۔خلاصہ یہ نکلا کہ طواف وسعی ،دخول مساجد، رویت مساجد اور اذان کے بعد کی طرح تمام کاموں میں صلوٰۃ وسلام اور

۱۔(جلاء الافہام۔ص89)

۲۔(جلاء الافہام۔ص89)

درود پاک کا پڑھنا باعثِ برکت وثواب ہے۔

(۱) جلاء الافہام میں ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا **من نسی الصلوٰۃ علی فقدا خطاء طریق الجنۃ** جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ بہشت کا راستہ بھول گیا۔[1]

(۲) فرمایا سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا **عَنْ اَبِی ذرٍ اَنَّ الْبَخِیلَ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** قابلِ غور بات یہ ہے کہ ان سب احادیث میں درود پاک کا پڑھنا کسی وقت کا پابند نہیں کیا گیا۔

(۳) واثلۃ ابن اسقع سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: **ما مِن قَومٍ جَلَسوا مَجلِسًا فتَفَرَّقوا عن غَیرِ ذِکرِ اللہِ إلَّا تَفرَّقوا عن جِیفۃِ حِمارٍ، وکان ذلك المَجلِسُ علیه حَسرۃً یَومَ القیامۃِ** یعنی جو لوگ کسی مجلس میں اکٹھے ہوئے اور پھر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نہ مجھ پر درود پاک پڑھا تو یہ مجلس ان کے لیے قیامت کے دن حسرت وارمان کا باعث ہوگی۔ (ذرا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیجئے)

جلاء الافہام کی ایک حدیث میں ہے: **اعَنْ اَبِی درداءِ اَکْثِرُوا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ**[2] یعنی جمعہ کے دن مجھ پر درود بہت پڑھا کرو کیونکہ وہ حاضری کا دن ہے۔ فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں اور کوئی آدمی بھی مجھ پر درود شریف نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟

---

[1]۔ (جلاء الافہام۔ص 68)

[2]۔ (جلاء الافہام۔ص 73، حدیث نمبر 108)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاءؑ کے جسموں کو خراب کرنا حرام کر دیا ہے۔ جلاء الافہام میں ہے: **اِنَّ مَلَکاً مُوکِلُ بِکُلِّ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ النَّبِیِّ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **حَتی یَبْلَغَه** [1]۔ اور آگے فرمایا: مجھ پر درود پڑھو **فَاِنَّ صَلوٰتَکُمْ تَبْلغنِی حَیْثُ کُنْتُمْ** یعنی تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دوست رکھتا ہے کہ اس کے لیے انعام و اکرام کا پیمانہ بھر کے مکمل کر دیا جائے [2]۔ وہ جب ہم پر درود بھیجنے لگے تو کہے: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِک عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَ اَزوَاجِه اُمَّهَاتِ المُومِنِینَ وَ ذُرِّیَّتِه کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ** غالباً یہ درود شریف کوسی (معترض) اعتراض کرنے والے نے آج تک نہ پڑھا ہو گا۔ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ میں فرمایا کہ صلوٰۃ وسلام بصیغہ یا ندا محبت وشوق کی صورت میں جائز ہے جیسا کہ مجنوں نے کہا تھا: **بِاللهِ یَا ظَبْیَاتِ القَاعِ قُلنَ لنَا . . لَیْلَایَ مِنکُنَّ، اَمْ لَیْلَی مِنَ البَشَر**۔ فتاوٰی رشیدیہ پر لکھتے ہیں کہ ذکر خواہ کوئی ذکر ہو، ظاہر ہے کہ صلوٰۃ بھی ذکر ہے۔ [3]

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سوا اِن مواقع کے جہاں ثبوتِ جہر نص ہے، مکروہ ہے اور صاحبین اور دیگر فقہاء محدثین کے نزدیک جائز ہے اور مشرب ہمارے مشائخ کا اختیار مذہب صاحبین ہے۔ والسلام

مولوی حسین احمد صاحب مدنی سے بابو محمد صدیق پپلانوی نے گاڑی میں دریافت

---

[1]۔ (جلاء الافہام۔ ص75، حدیث 111)

[2]۔ (مشکوۃ شریف۔ ص79)

[3]۔ (فتاوی رشیدیہ۔ ج3 ص12)

کیا جب وہ ڈیرہ اسماعیل خان میں کانگریس کی حمایت کے لیے جا رہے تھے، کہ یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا بھئی! جو پڑھتے ہیں وہ پوچھتے نہیں، جو پوچھتے ہیں وہ پڑھتے نہیں۔ کتنی سچی بات فرمائی ہے۔ علامہ شامی فرمایا ہے کہ تثویب یعنی اعلام بعد الاعلام آئمہ احناف اور فقہا متاخرین نے مستحسن سمجھا ہے۔[1]

شریعت نے اس کے لیے کوئی خاص الفاظ وضع نہیں کیے بلکہ جو وہاں کا عرف ہے مثلاً **الصلوٰۃ الصلوٰۃ، قامت، قامت، یاالصلوٰۃ و السلام علیک یارسول اللہ** جائز ہے۔ **بماتَعَارفُوہ قامت قامت اوالصلوٰۃ الصلوٰۃ ولواحد ثواعلاماً مخالفاًلذلک جاز** (نہر عن مجتبیٰ)۔ سب فقہا نے تعارف اور توارث کو دلیل قرار دیا ہے۔ **لان المتوارث لایکون مکروھا اوماراہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن۔** اور اس کی تائید و تصحیح امام ابو یوسفؒ، قاضی خاں، عزرالاذکار، نہایۃ برجندی، ابن ملک علامہ عبدالغنی نابلسی رحمھم اللہ اجمعین سے نقل کی ہے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ جس دن خلافتِ ابوبکر صدیقؓ میں مسلمہ کذاب سے حضرت خالدؓ ابن ولید جنگ کر رہے تھے اور جنگ زور پکڑ گئی تھی، کبھی مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو جاتا تھا اور کبھی کفار کا، تو جیسا کہ ہر جنگ میں ایک لفظ (کوڈ) کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔[2] تاکہ مسلمان ایک دوسرے کو پہچان سکیں اور وہ لفظ ہر جنگ میں مختلف ہوتا تھا، آج بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے، تو حضرت خالدؓ بن ولید نے تمام صحابہؓ کیلئے ''**یامحمداہ**'' کا لفظ مقرر فرمایا۔ اگر خطاب بلفظ یا نداء کفر ہوتا تو کم از کم صحابہؓ تو اس کو شعار نہ بناتے۔ اس گئے گزرے زمانے میں بھی حرمین شریفین میں اگر دو آدمی آپس میں لڑنے لگیں تو تیسرا بلند آواز سے آ کر کہتا ہے ''صلِّ علی النبی'' اور فوراً آرام کر

---

[1]۔ (فتاویٰ شامی۔ ج 1 ص 272)

[2]۔ (تاریخ طبری۔ ج 4 ص 150)

لیتے ہیں، لڑائی بند کر دیتے ہیں۔ اس حدیث کو بیہقی نے اور اصبہانی نے ترغیب میں نقل کیا ہے۔ **قَالَ رَسُول اللّٰہ ﷺ من صلی علی مائۃ فی یومِ الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ قضی اللّٰہ لہٗ مائۃ حاجتہ سبعین فی حوائج الآخرۃ وثلثین من حوائج الدنیا ثم وکل اللّٰہ تعالیٰ بذالک ملکا یدخل علی فی قبری کمایدخل علیکم الھدایا مخبر من صلی علی باسمہ و نسبہ فاثبت عندی فی صحیفۃ البیضاء (بیھقی) ان علمی بعد موتی کعلمی فی حیاتی** ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن یا رات جو شخص درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتا ہے۔ ستر آخرت کی اور تیس دنیا اور اس کام کے لیے فرشتہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے جو میری قبر میں داخل ہو کر اس درود پڑھنے والے کا نام اور نسب کی خبر دیتا ہے کہ فلاں ابن فلاں نے آپ کی ذات پر درود بھیجا ہے جو تحفہ کی شکل میں میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور پھر میں اس شخص کا نام و پتہ سفید رجسٹر میں درج کر لیتا ہوں اور میرا علم موت کے بعد اسی طرح بڑھتا ہے جس طرح زندگی میں بڑھتا ہے یعنی علم و حضور کی کیفیات میں موت و حیات کا کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اُمْ حَسِبَ الَّذِینَ اجْتَرَحُوا السَّیِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُم وَمَمَاتُهُمْ ۔ نافع ابن کثیر ابو عمر بصری ابن عمر شامی سلین اعمش آئمہ قرات نے اتفاق کیا ہے کہ سواء کے آخر میں تنوین میں ضمہ ہے یعنی جو لوگ زندگی میں گناہوں کا کسب کرتے رہتے ہیں کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ مومنین صالحین کی طرح زندگی اور موت میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں یعنی اللہ والوں کی زندگی اور موت برابر ہوتی ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت **وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ** جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں انہیں مردہ ہرگز نہ کہو وہ زندہ ہیں اپنے

رب کے نزدیک۔ دلائل الخیرات جسے چاروں سلسلہ کے بزرگ بطور وظیفہ ہمیشہ پڑھتے رہتے ہیں، دیباچہ میں فضائل درود کے متعلق ایک حدیث نقل فرمائی ہے: **وقیل الرسول** ﷺ **ارائت صلوٰۃ المصلین علیک من غاب عنک و من یاتی بعدک ماحالھما عندک فقال اَسمَع صلوٰۃ اھل محبتی و اعرفھم وتُعَرضُ علی صلوٰۃ غیرھم عرضاً**......یعنی پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ جو لوگ آپ سے غائب ہوتے ہیں یا بعد میں آئیں گے، ان کے صلوٰۃ وسلام کا آپ کو علم کس طرح ہوگا؟ فرمایا اہلِ محبت کی صلوٰۃ میں خود سنتا ہوں اور دوسروں کی مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔ بعض لوگوں نے حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ سے پوچھا کہ حضرت بعض لوگ دلائل کی اس حدیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس کی سند معتبر نہیں۔ آپؒ نے فرمایا بھئی جس طرح قرآن، قرآن کی تفسیر کرتا ہے، اسی طرح اس حدیث کی تائید حدیث قدسی سے ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **کنت سمع الذی یسمع بہٖ و بصرہ الذی یبصربہ ویدہ التی یبطش بھا**......جو شخص نوافل کی کثرت سے قرب حاصل کرلیتا ہے تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، وہ میرے ساتھ دیکھتا ہے اور کان بن جاتا ہوں میرے ساتھ سنتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ میرے ہاتھ سے پکڑتا ہے اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کی سمع پاک سے کوئی چیز اوجھل نہیں، یہ نزدیک و دور کا جھگڑا ہمارے تمہارے جیسوں کے لیے ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

عبد دیگر عبدہ چیز دیگر
ما سراپا انتظار او منتظر
کس زسر عبدہ اگاہ نیست
عبدہ جز سرالا اللہ نیست

حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں : **یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ جُدْلی بجودک وارضنی برضاک** ...... اے دونوں جہانوں کے کریم اے مخلوقِ خدا کی جائے پناہ مجھ پر بھی اپنے جودو کرم کی عنایت کرو اور اپنی رضا پر راضی کرو۔ **اناطامع بالجود منک ولم یکن لابی حنیفة فی الانام سواک** ...... اے بحرِ ذخار میں تیرے جود و عطا کا طامع ہوں، بھلا اس ابوحنیفہ کا تیرے سوا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کلامِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں: **وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا** ...... اللہ تعالیٰ نے کفار کے کلمہ کو نیچا کر دیا اور کلمۃ اللہ کو بلند کر دیا۔ اس کلمۃ اللہ سے مراد بعض کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام ہیں لیکن درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے: **مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ فَرْقٌ بيْنَ النَّاسِ** ...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق و باطل کا معیار ہیں۔ رب کو تو ہر کوئی مانتا ہے لیکن جو حضور کو مانتا ہے، وہ مسلمان ہے جو نہیں مانتا وہ کافر۔ ماننا یوں ہے کہ آپؐ عبداللہ کے بیٹے تھے، مکہ کے قریش تھے، آمنہؓ کی گود میں رہے، یہ تو کفار بھی مانتے تھے۔ ایک ذات کا انکار ہے کہ خدا ہی نہیں، یہ بھی کفر اور صفاتِ حق کا انکار یعنی خدا ہے تو سہی لیکن خالق و مالک نہیں، یہ بھی کفر اسی طرح تسلیم نہ کرنا کہ آپؐ اللہ کے آخری رسول خاتم النبین افضل البشر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بعد صرف آپ ہی آپ ہیں۔

بعد از بزرگ تو ہی قصہ مختصر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ** ... آپ ان کے اندر مقیم ہیں تو میں ان کافروں کو عذاب نہیں کرتا ...... **اخرج البخاری فی تاریخہٖ قال النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ان لله ملكا اعطاه اسماع الخلائق قائم على قبری فما من احدیُصلی علی صلوٰة الا بلغنیها** ......

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ میری قبر پر کھڑا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے پس جو شخص جہاں بھی ہے جب مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ مجھ تک اسے پہنچا دیتا ہے۔ اسی قسم کی مفصل حدیث پہلے بھی نقل کی جا چکی ہے۔ باتفاق اہلِ سنت والجماعت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الصحابہؓ واعلاھم بالکتاب والسنۃ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ان کا یہ مشہور مرثیہ ہے: **وودعنا الوحی اذولیت عنا، فودعنا من اللّٰہ الکلام یارسول اللّٰہؐ**...... جب آپ نے ہم سے منہ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے ساتھ اپنی کلام بند کر دی یعنی جب آپ چپ ہوئے تو خدا بھی چپ ہو گیا اور آپ کا جنازہ درِ اقدس پر لایا گیا تو سب صحابہؓ نے الفاظ عرض کیے: **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ**...... ھذا ابوبکر دروازہ کھل گیا اور آواز آئی: **اوصِلُّوْا الْحَبِیْبَ الی حبیب**...... اے حبیب تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۵ ۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں: **یابی انت وامی لقد کان لک جزع تخطب الناس علیھا فلماکثر الناس اتخذت منبر لتسمعم فحن الجذاع**...... میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ستون سے پیٹھ لگا کر خطبہ سنایا کرتا تھے جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے خطبہ کے لیے منبر بنوا لیا تو اس ستون نے رونا شروع کر دیا۔ یہ خطاب وفات کے بعد ہے۔ حضرت حسان ابن ثابتؓ مداحِ رسول عرض کرتے ہیں: **فجاھک یارسول اللّٰہ جاہ۔ رفیع مالدفعتہٖ انتھاء۔ رجوتک ابن آمنۃ لانی۔ محب والمحب لہ الرضاء۔ علیک من اللّٰہ السلام تحیۃ ۔ وادخلت جنات من العدن راضا . . .** حضرت فاطمہ الزہراؓ فرماتی ہیں: **ایاساکن الغبراء علمتنی البکاء وذکرک انسانی جمیع المصائب**...... اے اس پاک مٹی میں سونے والے تو نے مجھے رونا سکھا دیا اور تیری یاد نے مجھے اپنی تمام مصیبتیں بھلا دیں۔ حضرت زین العابدین صلوات علیؓ بیتہٖ وسلم فرماتے ہیں: **یا**

مصطفیٰ ﷺ **یا مجتبیٰ ارحم علی عصیاننا۔** حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں : **یا حبیب الاله خذبیدی۔ مالعجزی سواک مستندی** ۔اے اللہ کے حبیب میرا ہاتھ پکڑ لیجئے میری عاجزی آپ ؐ کے سوا کون میرا مددگار ہے۔دوسری جگہ فرماتے ہیں:**یا رسول اللہ** ﷺ **اسمع قالنا۔ یا حبیب اللہ** ﷺ **انظر حالنا**۔اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری بات سنو۔اے اللہ کے حبیب ﷺ ہماری حالت پر نظر فرماؤ۔امام بوصیریؒ فرماتے ہیں:**یا اکرم الخلق مالی من الوذبہٖ سواک عند حلول الحادث العمم**۔اے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے بڑے سخی ! میں آپ کے سوا کسی کی پناہ لوں، ان عام حادثات اور مصائب میں تیرے سوا میرا کون مددگار ہے؟

میں علماء دیو بند کے استغاثوں کا ذکر نہیں کرتا کہ بات بہت طویل ہو جائے گی۔گویا تمام علماء سلف وخلف میں کسی کو حضور ﷺ کی حیات و سمع میں اختلاف نہیں ہے۔ ہاں جاہلوں کا مرض لا علاج ہے۔

دانا کے لیے کافی ہے اک لفظِ نصیحت
ناداں کو کافی نہیں دفتر ، نہ رسالہ

آخر میں مولوی غلام قادر بھیرویؒ کا فتویٰ بھی سن لیجئے جو تقریباً نصف صدی سے قبل کا ہے۔فرماتے ہیں: **سماع من البعید لاولیاء رضی اللہ عنهم و الانبیاء علیهم السلام لا سیما لسید الرسل علیه و آلهٖ الصلوٰة و فخر الاولیاء قدس سرہٗ یعنی غوث الاعظم رضی اللہ عنه حق ثابت بالقرآن و الحدیث وکلام علماء الراسخین وهی عقیدة اهل السنة والجماعت وماذا بعد الحق الاالضلال و المخالف** ......رقم فقیر غلام قادر بھیروی

اس عقیدہ کی تفصیل بالدلائل المختصرۃ القاہرہ فتویٰ مہریہ گولڑویہ میں موجود ہے۔ (اعجب العجائب)

اسی مسئلہ پر جناب شاہ صاحب کے والد ماجد محمد بخش شاہ صاحب سوکڑیؒ کا مناظرہ بمقام پنڈی گھیپ کے، مولوی غلام خاں بھی موجود تھے، بموجودگی حضرت شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی اور قبلہ غلام محی الدین شاہ عرف بابو جی صاحبؒ کے سامنے ہوا تھا (اخلاص) جو پنڈی گھیپ کے پاس ایک گاؤں ہے، وہاں کے ایک مولوی صاحب ثالث تھے۔ جو اعتراض کرنے والے تھے، لیکن تھے انصاف پسند مولوی غلام خاں صاحب کے ساتھی۔ یارسول اللہ کو ناجائز کہنے کے ثبوت میں علمِ غیب کی نفی کے دلائل پیش کرتے تھے اور شاہ صاحب مرحوم مطالبہ فرماتے تھے کہ کسی تفسیر یا حدیث یا فقہ کی کتاب میں یہ دکھا دو کہ ''یارسول اللہ ﷺ کہنا ناجائز ہے۔'' (جو آج بھی ہمارا مطالبہ ہے) **و دونہ خرط القتاد۔** چنانچہ ثالث صاحب نے بالآخر فیصلہ دیا کہ مولوی غلام خاں کے ساتھی اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے کیونکہ علمِ غیب علیحدہ مسئلہ ہے۔ حاضر و ناظر علیحدہ مسئلہ۔ اور یارسول اللہ ﷺ، یا، السلام علیک یارسول اللہ ﷺ کہنا علیحدہ مسئلہ ہے۔ چنانچہ قبلہ شاہ صاحب نے چلتے چلتے فرمایا ''مولانا پہلے اپنا نام تو درست فرمالو کیونکہ خان مبالغہ کا صیغہ ہے'' ......

اس دن کے بعد سے مولوی صاحب مذکور نے اپنا نام بدل کر غلام اللہ رکھ لیا۔ اس پر بھی بڑی لے دے ہوئی جو بہت طویل ہے۔ دوسرا سوال شاہ صاحب نے فرمایا: ''**حِلِّتیت**'' کا وزن بتلا دو۔ جب مولوی صاحب نہ بتلا سکے تو قبلہ شیخ الجامعہ جو شاہ صاحب مرحوم کے استاد تھے، نے فرمایا: ''شاہ صاحب اس وزن کا ماخذ مولوی صاحب کو بتلا دو کہیں یہ نہ کہتے پھریں کہ خود شاہ صاحب کو بھی نہیں آتا تھا۔'' آپ نے فرمایا کہ اس وزن کی بحث شرح الشرح مائۃ عامل میں موجود ہے، وہاں مطالعہ فرمالیں۔

القصہ بڑی شان وشوکت سے یہ مناظرہ ختم ہوا اور تعجب ہے کہ انہیں شاہ صاحب مرحوم کے لائق فائق صاحبزادے ہم سے دلیل کا مطالبہ فرما رہے ہیں۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ور نہ سخن بسیار است

ناچیز
مفتی محمد حسین شوقؔ

(۱۷ جنوری ۱۹۷۹ء)

ضمیمہ

شرح شفا میں ملا علی قاری لکھتے ہیں: **قَالَ عُمَر ابْنِ دِینَارِ فِیْ قوْلِہٖ فاِذَادَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِے اَھْلِیْکمْ قَالَ اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الْبَیتِ اَحَد فَقُلْ السلام عَلَی النبی السَّلام وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکاتُہٗ لانَّ رُوحَہُ عَلَیْہ السَّلام حاضِرفِیْ بیت اَھْل الاسْلام۔**[1]

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب اپنے گھروں میں جایا کروتو گھر والوں کو سلام کہا کرو۔ عرض کیا اگر گھر میں کوئی آدمی موجود نہ ہوتو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم کہو السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح ہر مومن کے گھر میں موجود ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار۔** علامہ ابن شہاب خفاجی فرماتے ہیں: **والمنقول انھم کانو یقولون فی تحیۃ اصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۔** نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں ہے۔ یعنی سب سے منقول ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں تحفہ پیش کرتے وقت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہا کرتے تھے[2]۔ زرقانی علی المواہب میں ہے۔ بے شک متعدد طرق سے ثابت ہے کہ صحابہؓ کرام کی ایک جماعت صلوٰۃ کے الفاظ یوں کہتے تھے: **یا رسول اللہ صلی اللہ علیک حجۃ الاسلام۔**[3] امام غزالی التحیات کے بیان میں فرماتے ہیں: **واحضر فی قبلک النبی صلی اللہ**

---

[1]۔ (شرح شفا ملا علی قاری ج 2 ص 118۔ مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور)

[2]۔ (نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض۔ ج 3 ص 454)

[3]۔ (زرقانی علی المواہب۔ ج 2 ص 331)

علیه وسلم و شخصه الکریم فقل السلام علیک ایها النبی ورحمة اللّٰہ و برکاتهٗ۔

اوراس بات کا یقین کرکہ حضور کو یہ سلام پہنچ رہا ہے اوراس کا جواب وہ اپنی شان کے لائق فرمائیں گے۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سلاسل اولیاء میں فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد درود فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہوتو وہ ایک ہزار چارسواولیاء اللہ کامل کے جمع شدہ دردوشریف ہیں تو اسے ایک ہزار چارصداولیاء کی ولایت سے نصیب ملے گا۔ [1]

اس پر ہمیشگی کرنے سے اس کی برکات و فیوض کا مشاہدہ کرے گا۔ان درودوں میں ''**الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللّٰہ الصلوٰة والسلام علیک یا رحمة اللعالمین الصلوٰة والسلام علیک یا سید المرسلین**'' ہے۔کیا حضرت شاہ ولی اللہ شرک کی تعلیم دے رہے ہیں؟ فتح الباری ،عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مواہب لانبہ، زرقانی شرح مواہب، زرقانی شرح موطاامام مالک ،سعایہ، فتح العلم اوراوجز المسالک ان سب کتب میں التحیات کے متعلق یہ عبارت موجود ہے:

فاذ الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیه قائلین السلام علیک ایها النبی ورحمة اللّٰہ وبرکاتهٗ۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب اپنے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہے اس لیے حضورؐحبیب پاک سے الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوکر عرض کرو:

السَّلامُ عَلَیۡکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُ۔ [2]

---

[1]۔(سلاسل اولیاء۔ص144)

[2]۔(فتح الباری۔ج2ص250 /عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مواہب لانبہ۔ص320 / زرقانی شرح مواہب۔ج5ص229 / زرقانی شرح موطاامام مالک۔ج1ص170 /سعایہ۔ج3ص327 / فتح العلم ۔ج2ص143 / اوجزالمسالک۔ج1ص265)

استفتاء

اگر کوئی شخص میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کہے تو جائز ہے یا نہیں؟
بعض لوگ منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اذان صرف فرائض کے لیے ہوتی ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں۔

جواب

دارالمختار باب الآذان میں ہے کہ دس چیزوں کے لیے فرائض کے علاوہ اذان دینی مستحب ہے۔

۱۔فرض الصلوٰۃ

۲۔ بچے کے کان میں

۳۔کسی جگہ آگ لگ جائے

۴۔ جنگ زور پکڑ جائے

۵۔مسافر کو رخصت کر کے اس کے پیچھے

۶۔والغیلان ان ظہرت (سرکش جن ظاہر ہو جائے)

علامہ شامی میں اسی عبارت کے تحت لکھتے ہیں: **قبل عند انزال میت القبر قیاس علی اول خرجه للدنیا لکن رده ابن حجر فی شرح العباب عند تغول الغیلا ن اے عندتمرد الجن لخبر صحۂ فیه اقول لا بعد فیه عندنا اهد لا ن ماصح فیه الخبر فهم مذهب للمجتهدوان بم لیض علیه لماقدمناه فی**

الخطبة عن الحفظ عبدالبر والعارف الشعرانی من کل من الائمة الاربعة انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی علی انه من فضائل الاعمال العمل بالحدیث الضعیف کمامر......[1]

حضرت سیدی والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قیاسا کے لفظ پر یہ عبارت تحریر فرمائی ہے: **قفیه لانه لاضرورة اے القیاس لان حدیث لقنواموتاکم نص فی هذا الامر لانه من باب التلقین**۔ میں کہتا ہوں غفر اللہ والسائر المسلمین حدیث شریف میں آیا ہے کہ قبر میں اتارنے اور دفن کے بعد ملائکہ کو کہتا ہے دعونی اصلی مجھے چھوڑ دو۔ میں نماز پڑھ لوں کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کا وقت ہے اور نماز موخر ہو رہی ہے لہٰذا اس وقت آذان کہنا اسے بہترین تلقین اور یاددہانی ہوگی۔

صاحب مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں: **تلقینه بعد وضعه فی القبر مشروع لحقیقه قوله صلی اللّٰه علیه وسلم لقنو ا موتا کم لشهادة ان لااله الا اللّٰه اخرجه الجماعته الالبخاری و نسب الی السنتة والجماعته وقیل لا یلقین فی القبر ونسب الی المعزلة قیل لا یومرو لا ینهی عنه**۔ اس کی تائید علامہ طحاویؒ نے مراقی الفلاح کی شرح میں فرمائی ہے۔

لکھتے ہیں: **قلت ویمکن الجمع فیلقن عندالاختصار (اے قرب الموت) لصریح قوله صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم فانه لیسَ مسلم یقولها عند الموت الا انجته من النار و عمل بحقیقة موناکم تشبیه لسوال فی القبر لماروی عن سعید بن منصور و سمرة بن حبیب و حکیم ابن عمیر قالو اذا سویٰ علی المیت قبره انصرف الناس کانو ا یستحبون ان یقال للمیت عند قبره فلان**

---

[1] ۔(فتاوی شامی۔ج1ص269)

قل لا اله الا اللّٰہ مرات قل ربی اللّٰہ و دینی الاسلام نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ **اللھم انی اتوسل الیک حبیبک المصطفیٰ ان ترحم فاقتی باالموت علی الاسلام و الایمان دان تشفع فینا بنبیک علیه افضل الصلوٰۃ و السلام۔**[1] گویا حدیث صحیح **لقنو اموتاکم** کا مصداق حقیقی اموات حقیقۃ ہیں اور تلقین۔ بعد الدفن مسنون ہے اور یہی اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے اور اسے ممنوع قرار دینا معتزلہ کا مسلک ہے۔

فاعتبرو ایا اولی الابصار اور صحیح حدیث پر عمل کرنا آئمہ اربعہ اہلِ سنت کا مذہب ہے۔

---

[1]۔(طحاوی شریف۔ص 328 شرح مرافی الفلاح)